نفقہ کی عدم ادائیگی پر شوہر کو قید کرنے کے حکم کا علمی و تحقیقی جائزہ

Imprisonment of Husband due to Non-Payment of Maintenance: A Critical Review

* محمد ناصر

** اشفاق علی

Abstract

Humans possess natural sexual urge without any exception. To fulfill these desires, males are attracted towards female and vice versa. When the Christians, in their pursuit of getting closer to God by becoming nuns and priests, ignored this human trait and tried to suppress it, this behavior was vehemently criticized by Allah in the Quran. Due to this deviation from human nature, the churches turned into the centers of sexuality which has resulted in a terrible situation well known today. In Islam, human sexual desires are mainly fulfilled through the institution of marriage. The objective of marriage is, however, not the mere fulfillment of sexual desires; rather it is a means of attaining offspring, building moral human beings, physical and spiritual satisfaction, and the feelings of completeness and attachment. Due to this unique bond between the spouses, there are certain rights and obligations that each of the spouses have towards each other. In this article, we analyze one particular aspect of the mutual rights and obligations of the spouses which is the non-fulfillment of the right of expenditure which a wife is entitled to against her husband and the resulting imprisonment of husband due to the non-payment of expenditure.

....

* لیکچرر، اسلامک تھیالوجی اسلامیہ کالج پشاور

** لیکچرر، اسلامک تھیالوجی اسلامیہ کالج پشاور

تمہید

ابتداخلقت سے ہی انسانی فطرت میں جنسی جذبہ ودیعت کیا گیاہے جس سے کوئی بھی مستثنیٰ نہیں اسی جس کی تسکین کے لیے انسان کو اپنی مخالف سمت کی طرف رغبت ہوتی ہے عیسائیوں نے جب انسانی فطرت کے خلاف اس جذبہ کو دبایا اور اللہ تعالی کا قرب حاصل کرنے کے لیے دنیا سے کنارہ کش ہوئے ان کے مرد راہب اور عورتیں نن کہلانے لگیں تو اللہ تعالی نے بڑی شد و مد کے ساتھ ان کے اس نظریے کی تردید کرتے ہوئے ارشاد فرمایاورھبانیۃ ابتدعوھا ماکتبناھا القرآن، سورۃ الحدید26 شیطان کے اسی بہکاوے اور فطرت سے بغاوت کے نتیجے میں ان کی خانقاہیں بے راہروی کا شکار ہونے کیوجہ سے جو بھیانک صورتحال اختیار کرچکی ہیں کسی ذی شعور انسان سے پوشیدہ نہیں اسلامی تعلیمات میں اس جذبے کی تسکین کے لیے دو حلال طریقے باندی اور نکاح مقرر کیے گئے نکاح کا مقصد محض جنسی جذبات کی تسکین نہیں بلکہ عفت وپاکدامنی ،توالدوتناسل،نسب کی حفاظت،احساس ذمہ داری ،اطمینان وسکون،اور اپنائیت کا احساس ہے(القرآن سورۃ البقرۃ/187)اس مضبوط تعلق کی بناپر میاں بیوی میں سے ہر ایک کے دوسرے پر کچھ حقوق لازم ہوتے ہیں جن کی پاسداری سے میاں بیوی کے رشتے میں استحکام آتا ہے آپس میں محبت بڑھتی ہے زندگی خوشگوار رہتی ہے ان جملہ حقوق میں سے ایک بنیادی حق نفقہ ہے زیر نظر مضمون میں اسی سے متعلق کچھ اہم مباحث معنی،اقسام، حکم،نفقہ ادانہ کرنے والے کی سزااوراس کی مقدار،کاعلمی وتحقیقی جائزہ پیش کرکے نتائج ذکرکیے جائیں گے

لفظ نفقہ کی لغوی تحقیق:

علامہ زمخشری کی تحقیق کے مطابق ہر وہ لفظ جس کا فاکلمہ نون اور عین کلمہ فاہو اس میں نکلنے اور جانے کا معنی پایاجاتاہے مثلاً نفق، نفر، نفخ وغیرہ۔ نفقہ میں بھی یہی معنی پایاجاتاہے۔ لغت میں اس کے متعدد معانی ذکرکیے گئے ہیں:

۱۔ وہ سوراخ جس کے نکلنے کا دوسراراستہ ہو۔

۲۔ ہلاکت اور موت۔

۳۔ نفق بالضم بمعنی رائج ہونا، رواج پانا۔

۴۔ خرچ اور ختم ہونا۔

نفاق بکسر النون بھی اسی سے ہے گوہ کے سراخ کو بھی نفق کہا جاتا ہے کیونکہ وہ شکاری کو دھوکے میں ڈالتی ہے۔ غرض یہ کہ اس مادہ میں کتمان اور اشتباہ کا معنی پایا جاتا ہے۔[1] اصطلاح شریعت میں اپنی بساط کے مطابق اہل وعیال پر خرچ کرنے کا نام نفقہ ہے۔ جیسا کہ در مختار میں ہے ''ما ینفق الإنسان علی عیالہ'' [2] جبکہ بعض نے اس میں فضول خرچی سے بچنے کی قید کا اضافہ کر کے یوں تعریف کی ہے مابہ قوام معتاد حال الآدمی دون سرف'' [3] عام طور پر اس سے کھانا، لباس، اور رہائش مراد ہوتا ہے عرف میں اس کا اطلاق کھانے پر جب کہ فقہا اس کا اطلاق کھانے، سالن، خادم، لباس، صفائی کی اشیاء، اور رہائش پر کرتے ہیں [4]

نفقے کی درجہ ذیل قسمیں ہیں:

۱ بیویوں کا نفقہ

۲ رشتہ داروں کا نفقہ۔

۳۔ غلاموں کا نفقہ۔

۴۔ جانوروں کا نفقہ

ان میں سے ہر ایک کے جدا احکامات ہیں ہماری بحث نفقہ الزوجات یعنی بیویوں کے نفقے سے ہے کیونکہ اہل وعیال پر خرچ کرنے کا حکم اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے ہے ارشادِ باری تعالیٰ ''یَسْئَلُوْنَکَ مَا ذَا یُنْفِقُوْن'' [5] ترجمہ: ''آپؐ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں' کے ذیل میں مفسرین لکھتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبلؓ اور حضرت ثعلبہؓ نے آپؐ سے دریافت کیا کہ ہم اہل وعیال اور غلاموں پر کیا خرچ کریں اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ چنانچہ شارح بخاری ابن بطال اس سے نفقہ کے وجوب پر استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''إن الآیۃ عامۃ فی النفقۃ علی الأهل وغیرہ'' [6] ایک اور موقع پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَعَلَی الْمَوْلُودِ لَہُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوف'' [7] ترجمہ: ''اور جس کا بچہ ہے اس پر اچھے طور پر ان کا کھانا اور ان کا کپڑا ہے'' اس آیت کریمہ میں مولود لہٗ سے مراد شوہر ہے عبارۃ النص سے بیوی کے نفقہ کا ثبوت جبکہ اشارۃ النص سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ نسب والد کی طرف ہو گا۔

سورۃ نساء میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں پر مردوں کی فوقیت کی علت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''وَبِمَا أَنفَقُواْ مِنْ أَمْوَالِہِمْ'' [8] ترجمہ: ''اس لیے کہ انہوں نے اپنے مالوں سے کچھ خرچ کیا ہے'' کہ عورتوں پر مردوں کی

فوقیت کی بنیادی وجہ ان پر خرچ کرنا ہے۔یہی وجہ ہے کہ امام شافعی نے نفقہ کے واجب کرنے میں شوہر کی حیثیت کا اعتبار کرتے ہوئے غریب کے لیے ادنی مالدار کے لیے اعلی اور متوسط کے لیے درمیانہ نفقے کو واجب کیا ہے[9] یہ مضمون قرآن مجید کی متعدد آیات کریمہ سے ثابت ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنتُم''[10] ترجمہ: ''انہیں اپنے مقدور کے مطابق وہیں رکھو جہاں تم رہتے نے ہو''۔ ''وَمَتِّعُوهُنَّ عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدْرُه''[11] ترجمہ: ''اور ان کو کچھ سامان دو فراخی والا اپنی قدر کے مطابق اور تنگ دستی اپنی قدر کے موافق''۔ ''لِيُنفِقْ ذُو سَعَةٍ مِّن سَعَتِهِ''[12] ترجمہ:''چاہیئے کہ وسعت والا اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرے''۔جبکہ امام ابو حنیفہ نے عورت کی حالت اور امام احمد نے دونوں کی حالت کا اعتبار کیا ہے اور یہی قول امام خصاف کا ہے۔

نفقہ کا وجوب حدیث سے:

سنن ابی داؤد کی روایت ہے کہ حجۃ الوداع میں آپؐ نے عورتوں کے حقوق کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ''ولهن عليكم رزقهن وكسوتهن بالمعروف''[13] ترجمہ:''اور ان بیویوں کے لیے تمہارے اوپر ان کا کھلانا اور پہننا ہے جو معاشرے اور دستور کے مطابق ہو''اسی طرح دارمی کی روایت ہے کہ حضرت ابو سفیانؓ کی بیوی نے رسول اللہ ﷺ کو شکایت کی یارسول اللہ ﷺ ! میرے خاوند (حضرت ابو سفیان) کنجوس ہیں وہ مجھے اتنا خرچہ نہیں دیتے جو میرے اور میری اولاد کے لیے کافی ہو سکے۔ میں ان سے چوری چھپے کچھ لے لیتی ہوں۔اس کا کوئی گناہ ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ''خذی ما يكفيك وولدك بالمعروف''[14] ترجمہ:''تو لے جو تیرے اور تیری اولاد کے لیے کافی ہو سکے لیکن معروف طریقے سے (جس میں زیادتی نہ ہو)''بخاری کی روایت میں آپ ﷺ نے اہل وعیال پر خرچ کو بہترین صدقہ قرار دیتے ہوئے فرمایا: ''خير الصدقة ما كان عن ظهر غنى وابدأ بمن تعول''[15] ترجمہ:''بہترین صدقہ وہ ہے جو مالداری کی حالت میں ہو اور پہل اس سے کر جس کی تو پرورش کرتا ہے یعنی اہل وعیال''۔

حدیث کے آخری جملے وابدأ بمن تعول سے اس وہم کا ازالہ ہے کہ اہل وعیال پر خرچ کرنا صدقہ ہے کہ نہیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا:"یہی تو بہترین صدقہ ہے"۔

6.6.4 نفقہ کے وجوب کی وجوہات:

شوہر پر بیوی کا نفقہ دووجہ سے واجب ہوتا ہے:

ا۔ حبس یعنی سکونت۔

۲۔ رضامندی۔

بیوی تمام مصروفیات سے کنارہ کش ہوکر اپنے آپ کو شوہر تک محدود کرلیتی ہے جس کی وجہ سے اس کا نفقہ شوہر پر لازم ہوجاتا ہے۔ اگر اس کی سکونت شوہر کے پاس نہ ہویا نافرمان ہو تو پھر اس کا نفقہ شوہر کے ذمہ نہیں ہوگا۔ قاضی شریح سے کسی نے پوچھا'' هل للنا شزه نفقه فقال نعم، فقيل كم ، جراب من تراب معناه لا نفقة لها'' 16

عورت کا کام کے لیے نکلنا جب فتنے سے خالی نہیں تو نفقہ کے ساتھ زوجین باہمی رضامندی سے جوڑ کرلیں وہ بھی شوہر پر اس کی حیثیت کے مطابق لازم ہوگا

نفقہ ادانہ کرنے والے کا حکم

نفقہ ادانہ کرنے والا اگر مفلس ہو تو دونوں میں تفریق لائی جائی گی بیہقی کی روایت جس کے راوی مشہور تابعی سعید بن مسیب ہیں فرماتے ہیں کہ رسول للہ ﷺ سے اس مرد کے بارے پوچھا گیا جس کے پاس بیوی پر خرچ کرنے کے لیے کچھ نہ ہو تو آپ ﷺ نے فرمایا: يفرق بينهما[17]

علامہ زرکشی فرماتے ہیں حضرت عمر نے اپنے دور حکومت میں ان لوگوں کے بارے جو اپنی بیویوں سے دور ان کے نان نفقے سے بے فکر تھے کے بارے لشکروں کے سربراہوں کو تحریری حکمنامہ جاری کیا کہ انہیں اس پر مجبور کیا جائے بان ينفقوا او يطلقوا(۱۸)

یعنی جب شوہر نفقہ ادانہ کرسکے تو بیوی جلد یا بدیر قاضی کے پاس نکاح فسخ کرنے کا مطالبہ کرسکتی ہے علامہ مقدسی فرماتے ہیں فلها الفسخ فوراومتراخيا ولايصح بلا حاكم[18]

لیکن اسے جیل میں نہیں ڈالا جائے گا علامہ سرخسیؒ فرماتے ہیں: ''ولا يحبسه القاضى إذا علم عجزه لأن الحبس إنما يكون فى حق من ظهر ظلمه ليكون زجرا له عن الظلم وقد ظهر هنا عجزه لا ظلمه

فلا یحبسہ'' [19] اور اگر اس کے باوجود نکاح کے فسخ پر رضامند نہ ہو تو پھر جیل میں ڈالا جائے گا اگر پھر بھی نفقہ ادانہ کرنے پر مصر رہا تو اس کے سامان کو بیچ کر یہ نفقہ ادا کیا جائے گا۔[20]

اور اگر مالدار آدمی نفقہ ادا نہ کر رہا ہو تو قاضی بیوی کے لیے نفقہ مقرر کر کے شوہر کو اس کی ادئیگی کا پابند بنائے جو نہ دینے کی صورت میں شوہر کے ذمہ قرض ہو گا اور قرض کی ادائیگی میں بلا وجہ تاخیر قابل تعزیر جرم ہے اس لیے ایسے شوہر کے گرفتاری کرنے کے احکامات صادر کیے جائیں گے صاحبِ در مختار فرماتے ہیں: ''ألزوج ھو ألذی یلی الإنفاق إلا إذا ظھر عند القاضی مطلہ فحینئذ یفرض النفقہ ویأمرہ لیعطھا وینفق علی نفسھا نظراً لھا فإن لم یعط حبسہ ولا تسقط عنہ النفقہ''[21]

علامہ سرخسیؒ فرماتے ہیں: ''وإن کان القاضی لا یعلم من الزوج عسرۃ فسألت المرأۃ حبسہٗ باالنفقۃ لم یحبسہ القاضی فی أول مرۃ لأن الحبس عقوبۃ یستوجبھا إلاّ الظالم ولم یظھر حیفہٗ وظلمہ فی أول مرۃ فلا یحبسہٗ ولکن یأمربأن ینفق علیھا ویخبرہٗ أنہ یحبسہ إن لم یفعل فإن عادت إلیہ مرتین أو ثلاثا حبسہ لظھور ظلمہ بالإمتناع من إیفاء ماھو مستحق علیہ'' [22] صاحبِ کنز فرماتے ہیں: ''ویحبس الرجل لنفقۃ زوجتہ''اس کی وضاحت میں ابن نجیم فرماتے ہیں: ''لأنہ ظالم بالإمتناع عن الإنفاق'' [23]اور اسی کو علامہ ماوردی نے اختیا کیا ہے[24]

مدت قید

اس قید کی مدت میں ایک سے لے کر چار ماہ تک کے اقوال ذکر کیے گئے ہیں جبکہ امام ابو یوسف چھے ماہ کے قائل ہیں اور بعض کی رائے کے مطابق ایسے شخص کی سزا ہمیشہ کے لیے جیل ہے صاحبِ بحر الرائق فرماتے ہیں: ''لأنہ جزاء الظلم إذا إمتنع من إیفاء الحق مع القدرۃ علیہ خلدہٗ فی السجن''(18)ایسے شخص کی سزا کا مقصد اسے اس کی غلطی پر تنبیہ کی کوئی مدت مقرر نہیں بلکہ حاکم وقت کی صوابدید پر موقوف ہے جب تک چاہے اُسے قید میں رکھے کیونکہ یہ تعزیر ہے اور تعزیر میں لوگوں کی حیثیت مختلف ہوتی ہیں۔ علامہ سرخسیؒ فرماتے ہیں: ''والحاصل أن لیس فیہ تقدیر لازم لأن الحبس للإنزجار وذٰلک مما تختلف فیہ أحوال الناس عادۃ فالرأی فیہ إلی القاضی''([25]) یہی قول صاحب برہانی کا ہے اس سزا کا مقصد شوہر کی حالت سے آگاہی ہے تحقیق کے بعد شوہر کو مفلسی کی بنا پر رہا کر دیا جائے گا صاحب برہانی فرماتے ہیں ثم اذا اخبر انہ معسر خلی سبیلہ (26)محیط البرہانی، دار الکتب العلمیہ، طبعہ اولی، 2004، ج3/ص541

نفقات سابقہ کا حکم:

اگر شوہر بیوی کا نفقہ روکے ہوئے ہو اور بیوی قاضی (جج) کے پاس جاکر مستقبل میں نفقہ مقرر کرنے اور سابقہ نفقہ کے حصول کا دعویٰ دائر کرے تو یہ مطالبہ سود مند نہیں ہو گا اور قاضی شوہر کے خلاف سابقہ نفقے کی ادائیگی کا فیصلہ اس لیے نہیں کر سکتا کہ نفقہ شوہر کی جانب سے بیوی کے لیے تبرع اور احسان ہے اور احسان کا مطالبہ نہیں کیا جاسکتا البتہ دائر شدہ مقدمے کے فیصلے کی روشنی میں قاضی بیوی کے لیے جو نفقہ مقرر کرے گا شوہر پر اس کا ادا کرنا ضروری ہو گا اور ادانہ کرنے کی صورت میں شوہر کے ذمے قرض ہو گا، اور قرض کا مطالبہ کیا جاسکتا ہے البتہ قاضی کے فیصلے کے بعد شوہر نے بیوی کو سابقہ جتنے مہینوں کا نفقہ نہیں دیا اس کا مطالبہ کرنے کا حق بیوی کو حاصل ہو گا، صاحبِ در مختار اس کا ذکر کرتے فرماتے ہیں: ''إن النفقة لا تصير ديناً إلا بقضاء القاضي أوالتراضي عندنا وعندا لشافعي تصير ديناً''،[26]

اور یہی رائے صاحب برہانی نے بھی ذکر کی ہے(28)

محیط البرہانی ج523/3

کچھ عورتیں ایسی ہیں جن کے لیے نفقہ نہیں ہو گا:

۱۔ مرتد ہونے والی۔

۲۔ شوہر کے بیٹے کو بوس و کنار کی اجازت دینے والی۔

۴۔ نکاح فاسد والی۔

۵۔ وہ بچی جو جماع کے قابل نہ ہو۔

۶۔ قید ہونے والی۔

۷۔ زفاف کے قابل نہ ہونے والی۔

۸۔ زبردستی غصب کی جانے والی۔

امام ابو یوسفؒ غصب ہونے والی عورت کے لیے بھی نفقہ واجب قرار دیتے ہیں بشرطیکہ رضامندی سے نہ گئی ہو۔ اگر رضامندی سے گئی ہو تو پھر یہ نشوز میں آئے گا اور اس کے لیے نفقہ نہیں ہو گا۔

خلاصہ بحث:

نکاح کے ذریعے مرد اور عورت کا جنسی میلاپ انسانی ضرورت ہی نہیں فطری تقاضہ ہے اور عفت و پاکدامنی کا ذریعہ ہے اور اس سے انکار فطرت خداوندی سے اعراض کے مترادف ہے جب بیوی شوہر کے مفادات

کی خاطر چار دیواری تک محدود ہو کر جو زندگی گذارتی ہے اس کے نتیجے میں لازم ہونے والے حقوق میں سے ایک بنیادی حق نفقہ ہے جو شوہر پر اسکی استطاعت کے مطابق واجب ہے اگر وہ ادانہ کرنے کی صورت میں قانون شرعی میں بیوی کو عدالت سے طلاق یا نفقہ کے لیے رجوع کرنے کا حق دیا ہے اور جج بیوی کے مطالبے کے مطابق دونوں میں تفریق یا نفقے کا فیصلہ کر کے شوہر کو ادائیگی کی تلقین کرے اور ادانہ کرنے کی صورت میں شوہر کے ذمے قرض ہو گا اور استطاعت کے باوجود ادانہ کرنے کی وجہ سے ظالم تصور کیا جائے گا اور آپؐ کے ارشاد "لَيُّ الواجد يحل عرضه وعقوبته" [27] ترجمہ: "مالدار کا ٹال مٹول کرنا اس کی بے عزتی اور سزا کو جائز قرار دیتا ہے"۔ کی بنیاد پر سزا کا مستحق ہو گا اس لیے ایسے شوہر کو حالات کے چھان بین کے لیے ایک ماہ سے لیکر چھے ماہ تک تادیبا قید کیا جائے گا جیسا کہ عون المعبود شرح ابو داؤد میں ہے: "إذا مطل الغنى عن قضاء دينه يحل للدائن أن يغلظ القول فيه ويشدد في هتك عرضه وحرمته وكذا للقاضي التغليظ عليه وحبسه تاديباً له لأنهُ ظالم والظلم حرام وإن قل" [28] لیکن کونسا شوہر قید کیا جائے گا اس میں علماء سے مختلف آرا منقول ہیں:

قاضی شریح فرماتے ہیں کہ مالدار اور مفلس دونوں کو قید کیا جائے گا۔ جب کہ امام مالکؒ اور احناف کے نزدیک مفلس کو مہلت دی جائے گی۔ جبکہ امام شافعیؒ کے ہاں ظاہر کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا اگر ظاہری حالت بہتر ہو تو عدالتی فیصلے کے بعد سے پورے نفقے کی ادائیگی تک جیل میں رہے گا اور تنگدست ہونے کی صورت میں رہا کر دیا جائے گا البتہ عدالت کے فیصلے سے پہلے کے نفقے کا مطالبہ تبرع واحسان ہونے کی وجہ سے نہیں کیا جاسکتا۔

حواشی

[1]) المرسی، ابوالحسن، علی بن اسماعیل بن سیرۃ، المحکم والمحیط الاعظم، دارالکتب العلمیہ بیروت، ط اولیٰ، 2000ء:ج6/447۔ والحنفی، زین الدین ابو عبداللہ محمد بن ابی بکر عبد القادر، مختارح الصحاح، المکتبۃ العصر بیروت، سال اشاعت 1999ء:ج1/316

[2]) ابن عابدین محمد بن امین بن عمر بن عبد العزیز، ردالمختار علی درالمختار، ج3/571، (باب النفقۃ، کتاب النکاح)۔

[3]) الموسوعۃ الفقہیہ الکویتیہ، دارالسلاسل کویت، طبعہ اولی، 1404، جز34/41۔

[4] الغرناطی العبدری، ابوعبداللہ محمد بن یوسف بن ابی القاسم بن یوسف، التاج والاکلیل لمختصر الخلیل، دار لکتب العلمیہ، طبعہ اولی، 1994، ج5/ص541

[5]) سورۃ البقرۃ:215

[6]) حمزہ محمد قاسم، منار القاری شرح صحیح بخاری، مکتبۃ دارالیمان السعودیہ، 1990، ج7/528۔

[7]) القرآن: سورۃ البقرۃ:233۔

[8])القرآن: سورۃ النسآء:34۔

[9] المقدسی، ابو محمد موفق الدین عبداللہ بن محمد بن احمد بن محمد بن قدامہ، المغنی لابن قدامہ، مکتبہ القاہرہ، طبعہ نامعلوم، سن اشاعت 1968ء، ج8/195

[10])القرآن: سورۃ الطلاق:6۔

[11])القرآن: سورۃ البقرۃ؛236۔

[12])القرآن: سورۃ الطلاق:7۔

[13]) ابو داود سلمان بن الاشعث السجستانی، سنن ابی داؤد، دارالرسالۃ العلمیہ، ط اولی، 2009، کتاب المناسک (باب صفۃ حجۃ النبی ﷺ)، ج3/1905۔

[14]) الدارمی، ابوعبداللہ بن عبدالرحمن بن لفضل بن بہرام بن مسند عبدالصمد، مسند دارمی المعروف سنن الدارمی، دارالمغنی نشر والتوزیع المملکۃ العربیہ، ط اولی، 2000ء:ج3/2305۔

[15]) البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، ج3/2129، کتاب النفقات (باب وجوب النفقۃ علی الاھل والعیال)۔

[16])شمس الائمہ السرخسی، محمد بن احمد بن ابی سہل، المبسوط للسرخسی، دارالمعرفہ بیروت، سال اشاعت 1993ء:ج5/184۔

[17] ابو بکر البیہقی، احمد بن حسین بن علی بن موسی، السنن صغیر، جامعۃ الدراسات الاسلامیہ کراچی، طبعہ اولی، 1989 حدیث ج3/ص187

[18] المقدسی، مرعی بن یوسفابی بکر بن احمد الکرمی، دلیل الطالب لنیل المطالب، دار طیبہ للنشر والتوزیع، طبعہ اولی 2004ج3/290

[19]) المبسوط للسرخسی، داراحیاءوالتراث العربی، 2002ء:ج2/171۔

[20] ادلیل الطالب لنیل المطالب ج3/237

[21]) اردالمختار علی درالمختار، سال اشاعت 1992ء:ج3/580

[22]) المبسوط للسرخسی، ج2/181۔

[23]) القاری، الحنفی، علی بن محمد سلطان، بحر الرائق، ج6/485، کتاب القضاء (باب الحبس)۔

[24] الماوردی، ابو علی بن محمد بن محمد بن حبیب، الحاوی الکبیر، دارالکتب العلمیہ بیروت، طبعہ اولی، 1999، ج11/457

[25]) المبسوط للسرخسی، دارالمعرفہ، سال اشاعت 1993ء:ج5/188۔

[26]محیط البرہانی، دارالکتب العلمیہ، طبعہ اولی، 2004، ج3/ص541

[27]) ابو حاتم الدارمی، محمد بن حبان احمد بن حبان ابن معاذ بن معبد التیمی، صحیح ابن حبان، المکتبہ التجاریہ مکۃ المکرمۃ، ط اولی، 1996ء، ج5/5096،۔

[28]) الصدیقی العظیم آبادی، محمد اشرف بن امیر بن علی بن حیدر ابو عبدالرحمن، عون المعبود شرح ابو داؤد، دارالکتب العلمیہ، طبعہ ثانیہ 1415ھ، ج10/41،